مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا ادبی اسلوبِ نگارش

Moulana Muhammad Yousuf Ludhyanvi Shaheed ka Adbi Asloob−e−Nigarish

☆**عمران حسین**

ریسرچ اسکالر شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

☆☆**ڈاکٹر محمد اسماعیل**

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

Abstract:

Maulana Muhammad Yusuf Ludhyaniwi was a renowned religious scholar. He served in different walks of life and devoted his entire life for the propagation of Islam. Not only he continued his struggle for the advancement of religious disciplines but encouraged others to remain loyal and persistent with their religion. In particular, his services to his country and the people of Pakistan are significant and numerous. His writing is simple, easy-to-understand, comprehensive, and sophisticated which creates interest and influences his reader strongly. He has produced more than a hundred articles and famous books which are included "Ikhtilaaf-e-UmmataurSiraat-e-Mustaqeem" "AapkayMasail aur un ka Hal"," MarufNabawi", Seerat Umar bin Abdul Aziz and " Duniya ki Haqeeqat "etc. He also worked for the dissemination of the ideology of the finality of the Holy Prophet ﷺand the improvement of the constitution of Pakistan. Undoubtedly, he is counted among the great scholars of his times and his services will always be remembered in history.

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ قریب زمانے کے ایک نامور اور مشہور عالم دین تھے۔ اللہ نے ہر دور میں ایسی بے مثال ہستیوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات کی اشاعت اور دین اسلام کی آبیاری کے لئے بے حد خدمات انجام دیں۔ اور خلق خدا کو اللہ کی طرف بلایا خود قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔"(1)

ترجمہ:"اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو گی جو اللہ کی طرف دعوت دے، اور نیک عمل کرے، اور کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔(2)

یہ مردانِ خدا انسانیت کو سب سے بہتر اور اعلیٰ بات کی طرف بلاتے ہیں اس آیت کی تشریح میں مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"یہ مؤمنین کاملین کا دوسرا حصہ احوال ہے کہ وہ صرف خود ہی اپنے ایمان عمل پر قناعت نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں، اور فرمایا کہ اس سے اچھا کس کا قول ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے، معلوم ہوا کہ انسان کے کلام میں سے افضل و احسن وہ کلام ہے جس میں دوسروں کو دعوتِ حق دی گئی ہو۔(3) سنت الٰہیہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین متین کی آبیاری کے لئے انسانوں میں سے ہی چند نفوس کو منتخب فرماتا ہے اور ان کے ذریعے دنیا میں اسلامی اقدار و روایات کو پروان چڑھاتا ہے ایسے نیک اور ولی صفت لوگوں کے بارے میں حدیث میں وارد ہے۔

"قا ل رسو ل ﷺ ان اللہ تعالیٰ قال من عا دی لی و لیاً فقد أ ذنتۃ با لحرب ۔۔۔الحد یث"(4)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔

انہی ہستیوں میں ایک نام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا بھی ہے۔ اس درویش صفت انسان نے اپنی پوری زندگی دینی علوم کے تعلیم و تعلم میں گزار دی، دوسروں کو بھی دینی و علمی خدمت میں استقامت کی مسلسل ترغیب دیتے رہے۔ آپ کا علمی ذوق و شوق وسعت مطالعہ اور سادگی آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ بے مثال صلاحیت و قابلیت کے باوجود شہرت کے جذبات سے اور حُبِ جاہ، مال کے امراض سے پاک تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے وقف کر دی تھی بالخصوص اہلیان پاکستان کیلئے آپکی خدمات بے بہا ہیں آئین پاکستان کی علمی سطح پر اصلاح و تنقید میں آپکا بہت بڑا کردار ہے۔ شیخ اپنے قوی حافظہ اور وسیع مطالعہ کی بناء پر ایک چلتا پھرتا کتب خانہ قرار دیئے جاتے تھے ان کے علمی تبحر اور جامع الکمال ہونے کا اعتراف اہل علم و دانش حضرات نے کیا۔ تصنیف و تالیف میں بھی آپ کو بے پناہ عبور حاصل تھا آپ کی تصانیف تحقیق و تدقیق کا نمونہ اور طلبہ دین کا سرمایہ ہیں جس مضمون پر قلم اٹھاتے فنی مہارت اور پوری بصیرت کے ساتھ اس پر کلام کرتے آپکی مشہور تصانیف میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل، معارفِ نبوی ﷺ، سیرت عمر بن عبد العزیزؒ، دنیا کی حقیقت "وغیرہ شامل ہیں ان سب ملکات وصفات کے ساتھ آپ کو تصنیف و تالیف اردو

نثر نگاری پر بھی بے پناہ عبور تھا کہا جا سکتا ہے کہ آپ اردو کے صاحبِ طرز ادیب تھے اور حضرت کی اسی صفت و خدمت کا تذکرہ ان اوراق قرطاس میں مقصود ہے آپ کی تصانیف و مقالات تحقیق و تدقیق کا نمونہ تشنگان علم دین کے لئے قیمتی سرمایہ ہونے کے ساتھ اردو ادب و نثر نگاری کا بہترین ذخیرہ ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی تحریر کی شگفتگی اور بثر مردگی اس کی روح اور قلب کی شگفتگی اور پثر مردگی کی غماز ہوتی ہے جو کچھ دل میں ہوتا ہے اس کا اثر تحریر و تقریر میں ہوتا ہے۔

تصنیف و تالیف کا آغاز:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم طالب علمی زمانے میں ہی رکھا تھا۔ لکھنے کا شوق تو آپ کو بچپن ہی سے تھا لیکن ۱۹۵۷ سے آپ کے مضامین و مقالات مختلف رسائل و جرائد میں چھپنا شروع ہوئے۔ مفتی مزمل حسین کاپڑیا نے حضرت مرحوم کی سوانح پر ایک مقالہ لکھا جس میں حضرت کی زندگی کے روز و شب کے اہم واقعات کو سن عیسوی کی ترتیب پر جمع کیا ہے اس میں مفتی مزمل حسین نے حضرت کی قلمی صحافت کے آغاز کو ۱۹۵۷ کے تحت بتایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"1957 میں آپ نے مختلف علوم و فنون کی تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا اور آپ کے مقالات و مضامین مختلف رسائل میں چھپنا شروع ہو گئے ان رسائل میں ماہنامہ "دارالعلوم دیو بند" ترجمان اسلام اور ماہنامہ بینات خاص طور پر شامل ہیں"۔([5])

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قلمی میدان کے شہسوار کی حیثیت سے 1963 میں معروف ہوئے جب حضرت نے ماہنامہ "صدق جدید" میں قادیانیوں کی حمایت میں لکھے جانے والے ایک مضمون کی تردید میں قادیانیت نوازی کی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے حقیقی اور صحیح قضیوں پر مشتمل جواب تحریر فرمایا حضرت لدھیانوی کے اس مضمون کو بہت پذیرائی ملی اور ماہنامہ "دارالعلوم دیو بند" میں حضرت کا مضمون دو قسطوں شائع ہوا۔ حضرت موصوف کے مقالات و مضامین کی خاص بات یہ ہے کہ حضرت اگر کسی کی تردید میں بھی قلم چلائیں تب بھی حضرت کی تحریر میں ادب ملحوظ ہوتا ہے اور آپ کے الفاظ میں ادبیت یوں معلوم ہوتی ہے جیسے ادب خود آپ کا خوشہ چین ہیں چنانچہ صدق جدید کے مضمون کی تردید میں اس طرح رقم طراز ہیں

''عبدلماجد دریا آبادی صاحب جانتے ہوں گے کہ ان کے ممدوح کو جن جن صلحاء امت کے نام یاد تھے اس نے ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کی تکفیر، تضلیل، تفسیق اور تحمیق کی ہے اس نے اکابر امت کی پوستین دری، اور اولیاء امت کی خون آشامی میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔(6)

اسی مضمون میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''حیرت ہے کہ عبد الماجد دریا آبادی صاحب علم و فضل قرآن کے مفسر اسلامی موضوعات پر درجنوں کتابوں کے مصنف ہو کر یہ یقین نہیں کرپائے کہ آسمان کے نیچے اور زمین کی سطح پر ایسے ائمہ تلبیس بھی ہوئے ہیں جن کے دعویٰ نبوت نے ہزاروں بندگان خدا کو مبتلائے فتنہ کیا گویا واقعہ کی واقعیت خود مولانا دریا آبادی کے تابع ہے اگر کسی بد قسمت واقعہ کا مولانا کو یقین نہ آئے تو وہ واقعہ نہیں اس کی واقعیت مولانا کے زورِ قلم کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتی۔(7)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اپنی قلمی صلاحیت سے غلطی کرنے والے کو غلطی کا احساس دلانے کی کوشش فرماتے اور پھر خود ہی اس غلطی سے رجوع کرنے کی ترغیب دیتے اور ہمت دلاتے اس سب میں تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت ادب کا پہلو ہاتھ سے جانے نہ دیتے لکھتے ہیں۔

مولانا دریا آبادی نے خواہ مخواہ یہ نظریہ گھڑ لیا کہ دعویٰ نبوت کسی صاحب عقل و علم شخص کی طرف سے کیا جاسکتا ہے لیکن ان کا یہ مفروضہ جب واقعات پر منطبق نہیں ہو تا تو تمام متنبیان کذاب (نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں) کی جانب سے مولانا (عبد الماجد) تاویل کر کے اپنے مفروضہ کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں املاحظہ ہوں مولانا کے حواشی تفسیر بہ متعلقہ آیت خاتم النبیین) کاش! مولانا اس مشکل کام کے بجائے غلط نظریہ ہی قائم نہ فرماتے یا اگر ان سے یہ غلطی ہو گئی تھی تو رجوع فرمالیتے آخر غلط بات سے رجوع کر لینے میں عار کیا ہے غلطی پر متنبہ ہو جانا اور اس سے رجوع کر لینا عیب نہیں بلکہ کمال ہے میں نے ثقات بزرگوں سے سنا ہے کہ حبر الاسلام، حافظ العصر، سید الامام مولانا انور شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے ''مولوی صاحب فقہی مسائل میں ہم پندرہ سال تک غلطی پر رہے بالا آخر اساتذہ کی تنبیہ پر متنبہ ہوا۔ لیکن یہ جگر حوصلہ ہر ایک کو نصیب نہیں (کل الناس افقہ من عمر حتی النساء) کا اعلان حضرت فاروقؓ ہی کی ہمت تھی باوجود یہ کہ وہ غلطی پر بھی نہ تھے۔(8)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تحریرات کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو قدرت کی طرف سے قلمی خدمات کے لئے چناں گیا تھا حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے قلم میں بلا کی روانی طوفان کی تیزی اور تلوار کی کاٹ تھی ۔انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا لکھنے کا حق ادا کر دیا۔وہ نہایت انوکھے اور اچھوتے انداز میں لکھتے اور دلائل وبراہن کا انبار لگا دیتے۔

تصنیفات کی اقسام:

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تصنیفات تحریرات تین قسم کی ہیں چند کتب ایسی ہیں جو حضرت نے مستقل کتابی انداز پر تحریر فرمائیں ۲۔چند کُتُب ایسی ہیں جو حضرت نے مختلف موقع پر مقالاجات تحریر فرمائیں جو ملک وبیرون ملک کے مختلف جرائدور سائل میں چھپتے رہے اور بعد میں یکجا کر کے ان کو کتابی شکل دی گئی انہی مقالات میں سے کچھ سلسلہ وار ماہنامہ بینات میں آتے رہے جن کو بعد میں بینات کی فائلوں سے جمع کر کے شائع کیں گئیں۔۳بعض کُتُب ایسی ہیں جو اصل کتاب کسی اور مصنف کی تھی جو کسی دوسری زبان (فارسی یا عربی) میں تھی۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اس کا اردو ترجمہ کر کے اردو دان طبقہ جو عربی یا فارسی زبان سے واقفیت نہیں رکھتا ان کے لئے علم کی پیاس بجھانے کا سامان کر دیا کسی بھی ادیب اور مصنف کا قلمی انتخاب،موضوع سخن اس کے باطن کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا قلمی انتخاب ان کی خدا ترسی ہمدردی عشق رسول میں ڈوبا ہونے کی غمازی کرتا ہے چنانچہ جب بھی آپ نے قلم چلایا مخلوق خدا کی خیر خواہی میں کبھی ان کو رجوع الی اللہ وحب الرسول کی ترغیب دیتے نظر آتے اور کبھی عوام الناس کو گمراہ کن نظریات وعقائد سے بچاتے ہوئے نظر آتے۔الجھا دینے والے مسائل میں آسان واضح انداز سے رہنمائی فرماتے چنانچہ ایک شخص نے تقدیر جیسے اہم اور نازک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا آپ نے بہت آسان واضح اور مختصر جواب مرحمت فرما کر اس کی تشفی کا سامان کیا ملاحظہ کیجئے:

سوال:ایک آدمی جب برا کام کرتا ہے،اس سے اگر پوچھا جائے تو کہتا ہے کہ یہ میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا،جب اللہ نے مقدر میں لکھا تھا تو پھر اس کا کیا قصور؟

حضرت نے جواب عنایت فرمایا:

بندے کا قصور تو ظاہر ہے کہ اس نے برا کام اپنے اختیار سے کیا تھا، اور مقدر میں بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ وہ اپنے اختیار سے برا کام کر کے قصوروار ہو گا اور سزا کا مستحق ہو گا۔

تنبیہ ۔۔۔۔ برا کام کر کے مقدر کا حوالہ دینا خلاف ادب ہے آدمی کو اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا چاہیے۔([9]) آپ اپنی تحریرات میں ہمیشہ اکابرین امت کا ادب کرنے کی تلقین فرماتے خاص کر اللہ کے رسول ﷺ کے رفقاء صحابہ کرام سے محبت وادب کر نے کی تلقین فرماتے، لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام معیار حق ہیں، حضور ﷺ سے امت کو دین پہنچانے میں صحابہ کرام ہی واسطہ ہیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ آپ کے ہر فعل کو دیکھنے والے اور ہر قول کے سننے والے ہیں اگر العیاذ باللہ صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنالیا جائے تو دین پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی خبر کو رد کرنے کے لئے اس کے بیان کرنے والے پر جرح کر دی جائے وتو وہ خود قابل اعتبار نہیں رہتی اس لئے صحابہؓ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرنے کا کسی فرد کو حق حاصل نہیں، حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع کیا اور صحابہؓ پر زبان تشنیع دراز کرنے والوں کو لعنت کا مستحق قرار دیا۔([10]) ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"کسی صاحب عقل وایمان کو اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت ﷺ سے محبت وعقیدت جزو ایمان ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ ﷺ سے محبت ہو تو آپ ﷺ کے جاںنثاروں سے بھی تعلق خاطر ہو گا کہ ان کی محبت آپ ﷺ ہی کی محبت کا ایک شعبہ ہے، حضرات صحابہؓ سے نفرت وبدگمانی اور ان کی بے ادبی و تنقیص آنحضرت ﷺ کے لئے موجب ایذا ہے([11])

اس بارے میں اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ و ھم غر ضاً من بعدی فَمَن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فَبغضی ابغضھم ،ومن آذاھم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ و من آذی اللہ فیو شک ان یا خذ ہ۔"([12])

ترجمہ: اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں میرے بعد انہیں نشانہ مت بناؤ۔ پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھا، جس نے ان (صحابہ) کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے

(اور جس کو اللہ پکڑے اس کی بد بختی کی کیا انتہا ہے۔؟ چنانچہ آپ کی مستقل تصانیف میں سے ایک علمی شاہکار "اختلاف امت اور صراط مستقیم" ہے جس میں آپ نے موجودہ زمانے میں رونما ہونے والے مذہبی اختلافات، وجوہات اور ان کا حل پیش کیا ہے اس میں حضرت کا انداز انتہائی جامع اور سحر انگیز ہے اس کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں جس میں آپ بحث ومباحثہ سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

"بحث ومباحثے سے انسان کی قوت عمل مفلوج ہو جاتی ہے اس میں عام طور سے سمجھنے سمجھانے کا جذبہ مغلوب ہو جاتا ہے اپنی اپنی بات منوانے کا جذبہ غالب آجاتا ہے خصوصاً جبکہ آدمی علوم شرعیہ سے پورے طور پر واقف نہ ہو۔ وہ حدود شرعیہ کی رعایت کرنے سے قاصر رہتا ہے بسا اوقات ایسا ہو گا کہ ایک چیز غلط اور ناحق ہو گی مگر وہ اسے حق ثابت کرنے کی کوشش کریگا بسا اوقات اس بحث مباحثے میں وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی عیب جوئی کرے گا اور اس پر زبان طعن دراز کر کے نامہ اعمال سیاہ کریگا۔ یہ سب چیزیں مل کر نہ صرف اسے جذبہ عمل سے محروم کریں گی بلکہ اسکی ذہنی ساخت میں قبول حق کی استعداد کم سے کم ہو جائے گی اس لئے میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ صاحبان میں سے جسکو جس عالم دین پر اعتماد ہے اور وہ جس عالم کے بارے میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہے کہ یہ خدا ترس محقق عالم دین ہے اور محض رضائے الٰہی کی خاطر خدا تعالیٰ کا پیغام اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے کام میں لگا رہے اور ان بحث ومباحثے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے ذکر و تسبیح، درود شریف تلاوت قرآن مجید اور دیگر خیر کے کاموں سے اپنے اوقات کو معمور رکھے۔ [13]) مندرجہ بالا اقتباس سے حضرت کا اخلاص اور للّٰہیت واضح ہوتی ہے۔

سرعتِ تحریر:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی قلم میں بلا کی روانی تھی آپ کی سرعت قلمی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" ایک صاحب کے کچھ سوالات کے جوابات تقریباً تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل صرف سات دن میں حالت اعتکاف میں تحریر فرمائے حضرت لدھیانوی کی تحریر کی روانی اور سرعت کے بارے میں حضرت لدھیانوی کے ہی ایک رفیق عبد الرشید ارشد اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں "ہمارے ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا خیال ہوا کہ دار العلوم دیوبند پر ایک عمدہ نمبر شائع کیا جائے اور مرحوم نے تین چار سو صفحات ہونے پر زور دیا کہ اب اسے شائع کر دیا جائے لیکن راقم ٹالتا رہا کہ اب جب نمبر نکالنا ہے تو دار العلوم کی شایان شان نکالا جائے چنانچہ تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل یہ نمبر شائع ہوا۔ مولانا شہیدؒ

ان دنوں مجلس ختم نبوت میں آ چکے تھے۔ چنانچہ میں نے درخواست کی کہ دارالعلوم کی ختم نبوت پر خدمات پر آپ مضمون لکھیں آپ بالکل آخری دنوں میں لاہور تشریف لائے اور مکتبہ رشیدیہ کے ایک کمرے میں بیٹھ کر ایک دو دن میں بڑے سائز پر ۵۳ صفحات کا ایک مضمون'' قلم برداشتہ ''لکھا گو یہ ایک مستند باحوالہ مضمون ہے اور شہیدؒ نے لکھتے ہوئے حوالے بقیہ صفحات و کتابیات دیئے۔ لیکن لکھتے گئے اور کاتب کو دیتے گئے کسی لفظ کو کاٹا نہ نظر ثانی کی یہ آپ کے علمی استحصار کی بڑی دلیل ہے بعد میں یہ مضمون عام کتابی سائز کے دو سو صفحات کی کتاب کی شکل میں چھپا میرے سامنے یہ سب کچھ ہوا اور میں حیران تھا کہ میرے عزیز دوست میں لکھنے کی کس قدر صلاحیت ہے۔(14)

اسی طرح ماہنامہ ''الخیر'' کے مدیر جناب مولانا محمد ازہر نے لکھاہے کہ ''ایک مرتبہ مولانا مرحوم نے ایک ہی نشست میں فل اسکیپ کے اسی (۸۰) صفحات قلم برداشتہ تحریر فرمائے ایک صاحب نے مولانا مرحوم کی علمی استعداد و مقام کا امتحان لینے کے لئے ایک مسئلہ پر پانچ سوالات تحریر کئے جواباً مولانا نے ہر سوال کے جواب میں سو صفحات لکھے یوں پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک علمی خزینہ منظر عام پر آگیا۔(15)

ان سب کے باوجود حیران کن بات یہ ہے کہ حضرت اس قدر روانی سے لکھتے تھے کہ کبھی کسی لفظ کی کانٹ چھانٹ کی ضرورت نہیں پڑتی اور آپ کے قلم کی خوبی قوت استنباط تحریر کے وقت ذہنی یکسوئی کا عالم یہ تھا کہ لکھتے جاتے اور کاتب کے حوالے کرتے جاتے نظر ثانی کی ضرورت بھی پیش نہ آتی یہ دولت اور صلاحیت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی یہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید کا ہی خاصہ تھا جو اللہ نے ان میں ودیعت رکھا تھا۔

حزم و احتیاط:

کوئی بھی لکھاری ہو وہ کہیں نہ کہیں چوک جاتا ہے لیکن حضرت اقدس لدھیانوی شہیدؒ کی سرعت قلمی اور بلا کی روانی کا اندازہ گزشتہ سطور سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت موصوف اتنی تیزی سے لکھنے کے باجود اتنی احتیاط فرماتے کہ کوئی بات بھی اپنے بڑوں کے ذوق و مزاج کے خلاف نہ فرماتے چنانچہ آپ کے حزم احتیاط کے بارے میں محمد عتیق انور لکھتے ہیں:

''آپؒ کی تحریر میں اتنی پختگی اور علم میں اتنا رسوخ کہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ آپ لکھتے جاتے اور کاتب کو دیتے جاتے کسی اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی مگر محتاط اتنے کہ کوئی بات اکابر علماء کے ذوق و مزاج کے خلاف نہ فرماتے تیزی تحریر اس قدر

تھی کہ آپ نے اپنی مشہور ترین کتاب "اختلاف امت صراط مستقیم "صرف ۷ یوم میں تصنیف فرمائی مگر حزم واحتیاط اور اطمینان قلب کے پیش نظر اس پر نظر ثانی کے لئے ۶ ماہ کا عرصہ طویل صرف کیا۔([16])

اندازِ استدلال اور اسلوب تحقیق:

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ جب کوئی تحقیقی مقالہ یا تصنیف تحریر فرماتے تو تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر دیتے تھے۔ آپ جس مسئلہ پر رقم طراز ہوئے تو دلائل کے انبار اپنے قارئین کی جھولی میں بکھیر دیتے آپ ایک ایک بات پر کئی کئی دلائل قائم فرماتے آپ اپنی تحریرات کو براہین سے مزین فرما کر مثل جبال مضبوط فرما لیتے اس پر طرہ یہ کہ حضرت اپنی تحریرات کو جابجا اکابرین امت کے اقوال سے آراستہ فرماتے۔ حضرت موصوف کے دلائل کا انداز بے مثال تھا ایک موقع پر اسلامی نقطہ نظر "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے" پر دلائل قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ جب کہ اسلام میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے قائم مقام قرار دی گئی ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَ اسۡتَشۡہِدُوۡا شَہِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّ امۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحۡدٰىہُمَا الۡاُخۡرٰی ؕ([17])

ترجمہ: اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنائی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم (ان کے معتبر ہونے کی وجہ سے پسند کرتے ہو، اور ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اس لئے تجویز کی گئیں) تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جاوے تو ان میں ایک دوسری کو یاد دلا دے۔

اس آیت کریمہ میں صراحت کر دی گئی ہے کہ حقوق معاملات میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام ہے۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں تمام فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ عورتوں کی شہادت اموال میں معتبر ہے اور حدود و قصاص میں معتبر نہیں۔۔۔ اس کی تفصیلات کتب تفسیر، شروح حدیث اور کتب فقہ میں موجود ہے حافظ ابن حزم ظاہری "مراتب الاجماع" میں لکھتے ہیں

" واتفقوا على قول رجل وامراتين كماذكرنا فى الرجال سواء بسواء ان لم يوجد رجلان فى الد عيون من الاموال خاصة"([18])

ترجمہ: اور فقہاء کا اتفاق ہے دیون واموال کے مقدمات میں دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت معتبر ہے جبکہ ان میں عدالت وغیرہ کی وہ تمام صفات پائی جائیں جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔([19])

حضرت مرحوم لدھیانوی کے قوت استدلال بہت ہی نرالہ اور انوکھا تھا جب کسی بات پر دلائل دینا شروع فرماتے تو یکے بعد دیگرے دلائل لکھتے ہی چلے جاتے یوں لگتا جیسے سارے دلائل حضرت کے قلم سے تحریر ہونے کے لئے خود کھنچے چلے آتے ہیں چنانچہ فر قہ واریت کی آگ بجھاتے ہوئے آپ خالص اسلام، اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانے پر دلائل قائم فرماتے ہیں:

"ہمارے پڑھے لکھے طبقہ کا ذہن جن بہت سے مسائل میں الجھا ہوا ہے ان میں سے ایک "فرقہ واریت" کا مسئلہ ہے، ان کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ اسلام میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں، اور چونکہ یہ فرقے ملوکیت کے دور کی پیداوار ہیں اس لئے ہمیں فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اسلام سے رشتہ جوڑنا چاہیے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا یہ طبقہ تمام جماعتوں اور فرقوں کو یکساں نفرت کا مستحق سمجھتا ہے، مگر یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، میں چاہتا ہوں اس سلسلے میں چند نکات لکھ دوں ممکن ہے کسی صاحب فہم و دانش کی غلط فہمی دور ہو سکے۔ اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں بہت سی جگہ تفرق و اختراق (فرقہ واریت) کی شدید مذمت کی گئی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا [20]

ترجمہ: اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔[21]

"حضرت نے اس ایک مقام پر آگے مسلسل چھے آیات دلیل کے طور نقل فرمائی پھر احادیث مبارکہ نقل کرنا شروع کیں تو پے درپے چار احادیث ذکر فرما کر ایک ہی مسئلے کو دس دلائل سے مبرہن کر دیا۔

حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کی حقیقت و گہرائی تک غوطہ زن ہوتے اور پھر اپنے قارئین کو مکمل حقیقت سے آشنائی کراتے۔

تمثیلات:

ایک بہترین ادیب یا مصنف کے قلم کا بہت بڑا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کو قلم کے ذریعہ بات سمجھا سکے اور بات سمجھانے کا ایک بہت اہم ذریعہ تمثیلات ہیں، مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قلم کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ اپنے قارئین کو مطمئین فرماتے۔ حضرت کی مثال دینے کا طریقہ اتنا آسان اور فہم تھا کہ حضرت اپنی کتاب "دنیا کی حقیقت" میں لکھتے ہیں: "بہت سے لوگ نوافل اور مستحبات کا تو بہت اہتمام کرتے ہیں مگر فرائض سے بے پروائی کرتے ہیں۔ مثلاً" ایک شخص کے ذمہ قضانمازیں ہیں ان کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتا مگر نوافل پڑھ رہاہے۔ تہجد اور اشراق تک کی پابندی کررہاہے یا مثلاً" ایک شخص کے ذمہ کئی سالوں کی زکوۃ فرض ہے یا لوگوں کے قرضے یا غصب کی ہوئی چیزیں اس کے ذمہ ہیں یہ شخص ان کو تو ادا نہیں کرتا مگر نفلی صدقہ وخیرات میں لگا ہو اہے، مسجد بنارہاہے، مدارس کو چندہ دے رہاہے، رفاہ عامہ کے کاموں میں روپیہ لگا رہاہے، لوگ سمجھتے ہیں یہ بڑا سخی ہے، بڑا عبادت گزار ہے، مگر درحقیقت یہ نہ سخی ہے، نہ عبادت گزار۔ اگر یہ عبادت گزار ہوتا تو سب سے پہلے ان حقوق وفرائض کو ادا کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ لگائے تھے اور جب ان سے فارغ ہوجاتا تب نفلی صدقہ خیرات کرتا، فرائض کو چھوڑ دینا اور نفلی عبادات یا مستحبات کی فرائض جیسی پابندی کرنا، اس سے دین میں تحریف پیدا ہوجاتی ہے۔ (22) یہی وجہ ہے کہ آپ نے جب جنگ اخبار میں صفحہ اقراء کی سرپرستی فرمائی تو اس میں آپ کا وقیع کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان سے شائع ہوا تو آپ کے قلم سے لاکھوں لوگوں نے اپنے مسائل کا حل پایا آپ نے یہ خدمت تادم وفات تک نبھائی جس کا دورانیہ تقریبا ۲۲ سال بنتا ہے۔

سیرت نگاری:

کسی بھی ادیب یا مصنف کا موضوع سخن اور اس میں تذکرہ کئے ہوئے الفاظ اسکی ذات وکردار کا آئینہ ہوتے ہیں حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے جہاں مختلف علمی وتحقیقی عنوانات پر قلمی موتی بکھیرے ہیں۔ وہی حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متعلق عنوانات پر بھی قلمی خدمات انجام دے کر دربار عالی تک رسائی فرمائی۔ چنانچہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی سیرت پر ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ کیا جس کے لکھنے والے عالم کبیر مولانا ہاشم ٹھٹھوی ہے جو عربی زبان میں تھی جس میں انھوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت سے وصال تک ۲۳ سالہ دور کے واقعات کو سن وار ترتیب سے ذکر کیاہے اور اسکا نام" بذل القو ۃ فی حوادث سنی النبوۃ" رکھا تھا چونکہ یہ قیمتی گلدستہ عربی زبان میں تھا اردودان طبقہ کا اس کتاب سے کماحقہ مستفید ہونا مشکل تھا چنانچہ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اسکا نہایت شستہ اور سلیس اردو ترجمہ کرکے اس کتاب کا نام "عہد نبوت کے ماہ وسال" تجویز کیا اس طرح اس کتاب کے ذریعے اردو ادب اور سیرت نگاری میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا۔ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید کے دل میں حضور اکرم ﷺ سے محبت کی

چنگاری سلگ رہی تھی جس میں پیہم اضافہ ہوتا رہا چنانچہ آپ نے حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس سے وابستہ ایک نہایت اہم مسئلہ جو ہمارا جزو ایمان بھی ہے وہ ہے ختم نبوت حضرت نے ویسے تو ختم نبوت کے لئے جو مساعی جمیلہ فرمائی وہ خود ایک الگ الگ مضمون کا تقاضا کرتی ہیں مگر ہم یہاں قلمی ادبی خدمت کا تذکرہ کر رہے ہیں چنانچہ محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے آخری عمر میں ایک کتاب خاتم النبیین کے عنوان سے فارسی زبان میں تصنیف فرمائی تاکہ جن علاقوں میں فارسی زبان کا رواج ہے وہاں کے باشندوں تک یہ پیغام پہنچے مگر فارسی زبان تو اب علماء بھی کم کم سمجھتے ہیں تو عوام کیسے سمجھے چنانچہ تقریباً نصف صدی سے ضرورت تھی کہ اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ کیا جائے مگر اس کتاب کا ترجمہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ یہ علوم انور شاہ کشمیریؒ تھے اسکو بیان کرنے کی ہر کسی کو ہمت نہیں تھی۔ لیکن مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس نازک کام کی ذمہ داری اٹھائی اور ترجمہ کر کے حق ادا کر دیا اس کتاب ”خاتم النبیین“ کا ترجمہ کتنا اہم نازک اور بڑا کام تھا اسکا اندازہ علوم انوری کے حقیقی امین و جانشین حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ کے اس اقتباس سے ہو گا جو آپؒ نے کسی جگہ میں تحریر فرمایا۔

”زبان فارسی ہو یا اردو علوم انوری کے جواہرات اپنی پوری تابانی کے ساتھ ظاہر ہونگے ہر شخص نہ اسکی تہہ تک پہنچ سکا تھا اور نہ یہ علوم اس کے قبضہ میں آسکتے تھے اسکے لئے حسب ذیل امور کی ضرورت تھی۔

۱۔ عام فہم شستہ اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے۔

۲۔ مترجم ذکی و محقق عالم ہو کہ علمی اشارات و لطائف کو بخوبی سمجھتا ہو۔

۳۔ حضرت امام العصر رحمہ اللہ کے طرز تحریر سے مناسبت رکھتا ہو۔ اور اسکے سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔

۴۔ قادیانیت کے موضوع سے دلچسپی رکھتا ہو اور قادیانی مذہب کے لٹریچر سے پوری طرح باخبر ہو۔

۵۔ علمی حقائق کی تشریح پر اردو میں قادر ہو اور قلمی افادات سے عوام کو مستفید کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔

۶۔ تالیفی ذوق رکھتا ہو تصنیفی ملکہ حاصل ہو تاکہ مناسب عنوانات سے مضمون کو آسان کر سکتا ہو۔

۷۔ حضرت امام العصر رحمہ اللہ سے انتہائی عقیدت و محبت ہو کہ مشکلات حل کرنے میں گھبرا نہ جائے اور غور و خوص سے اکتا نہ جائے۔

۸۔محنت و عرق ریزی کا عادی ہو دل کا درد رکھتا ہو قادیانیت سے بغض ہو۔

۹۔اپنے علمی کاموں میں محض رضائے حق کا طالب ہو حب جاہ و ثنا سے بالاتر ہو۔

۱۰۔عام علمی مہارت اور دینی ذوق کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عربیت وبلاغت کے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور معانی و بلاغت کی نکتہ چینیوں سے واقف ہو۔

یہ دس امور تھے جو ارتجالاً زبان قلم پر آگئے "عشرہ کاملہ" کے بعد اب مترجم صحیح ترجمہ پر قدرت پا سکتا ہے، مجھے کسی سے توقع نہ تھی کہ یہ خدمت صحیح طور پر انجام دے سکے گا، میری خود بھی ہمت نہ تھی کہ اس لق ودق صحرا میں قدم رکھوں، اگرچہ عرصہ دراز سے احساس تھا کہ اس کے ترجمہ و تشریح کی ضرورت ہے جس وقت شباب تھا اور فرصت بھی تھی دماغ میں تازگی بھی تھی اور عہد انوری کی صحبتوں کی یاد تازہ تھی۔ اس وقت توجہ نہ کرسکا اور اس سعادت سے محروم رہا، حالانکہ "نفحۃ العنبر" میں ۵۴ برس پہلے لکھ چکا تھا کہ خدا کی قسم! انوری علوم کے باغ و بہار اور وہبی علوم کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو رسالہ "خاتم النبیین" ملاحظہ کیجئے، الحمد اللہ یہ سعادت میرے ہم نام اور میرے ہم کام میرے مخلص رفیق کار مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے حصہ میں آئی جو اس "عشرہ کاملہ" سے متصف تھے، باکمال تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس ترجمہ و تشریح کے فرائض سے نہایت کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے اور اس علمی و دینی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بارگاہ اقدس میں قبول فرمائے اور مترجم کے لئے سعادت دارین کا وسیلہ بنائے اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ کی۔ شفاعت مقبولہ کا ذریعہ بنائے۔([23])

تبصرہ نگاری:

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ ایک بہترین تبصرہ نگار بھی تھے آپ ماہنامہ "بینات" کی ادارت کے مکمل حقوق رکھتے تھے چنانچہ آپ نے ماہنامہ "بینات" کی ادارت کے دوران مختلف کتب پر تبصرہ فرمایا، آپ تبصرہ حق بجانب فرماتے، آپ کی تبصرہ نگاری کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔ جناب مولانا محمد نافع صاحبؒ جھنگ نے "بنات اربعہ" یعنی چار صاحبزادیاں کتاب لکھی تو ماہنامہ بینات میں تبصرہ کے لئے حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کو بھیجی آپ نے اس کتاب پر جاندار تبصرہ فرمایا آپؒ تبصرہ میں رقم طراز ہیں۔

"آنحضرت ﷺ کے اہل بیت سے محبت و عقیدت جزو ایمان ہے لیکن "اہل بیت" کون ہیں؟ ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ "اہل بیت" کا مفہوم صرف چار افراد تک محدود ہے یعنی ایک صاحبزادی (حضرت فاطمہؓ) ایک داماد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اور دو نواسے (حضرات حسنین رضی اللہ عنہما) اس نظریہ کا نتیجہ یہ ہے کہ:

الف۔۔۔ ازواج مطہرات جن کو قرآن کریم میں یا "اھل بیت" سے خطاب کر کے انکی مکمل تطہیر کا وعدہ کیا گیا ہے قرآنی تصریح کے علی الرغم انہیں اہل بیت سے خارج کر دیا گیا اور ان کو کسی احترام کا مستحق نہیں سمجھا گیا، حالانکہ قرآن کریم میں ان کو "امہات المومنین" قرار دے کر تمام اہل ایمان کے لئے حد درجہ لائق احترام قرار دیا گیا۔

ب۔۔۔ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی ایک سے زائد صاحبزادیوں کی صراحت کی گئی ہے "یاایھا النبی قل لازواجک و بناتک" الایۃ لیکن اس گروہ نے قرآن کریم کے صریح اعلان کی مخالفت کرتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کی باقی تین بہنوں کا نسب آنحضرت ﷺ سے کاٹ ڈالا اور انہیں کسی عزت و احترام کا مستحق نہیں سمجھا۔

ج۔۔۔ قرآن کریم نے اصحاب النبی ﷺ خصوصاً مہاجرین و انصار کے فضائل و مناقب بیان فرمائے اور ان کی پیروی کو شرط و ایمان و نجات قرار دیا "والذین اتبعوھم باحسان" لیکن اس گروہ نے ایک داماد (حضرت علیؓ) اور ان کے دو چار رفقاء کے علاوہ وہ آنحضرت ﷺ کے باقی خویش و اقارب مہاجرین و انصار اور پوری جماعت صحابہ کو (نعوذ باللہ) ظالم خائن اور منافق و بے ایمان قرار دے کر ان سے برأت کا اظہار کر دیا۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب اہل بیت کے پردہ میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت آپ ﷺ کے خویش و اقارب، آپ ﷺ کے اعوان و انصار اور آپ کے رفقاء و مصاحبین کے ساتھ دشمنی کا یہ مظاہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی قدر تکلیف دہ اور ایذا رساں ہو گا؟ اور آنحضرت ﷺ جب اہل بیت کے ان پر خود غلط دعویداروں سے کس قدر بیزار ہوں گے جنہوں نے نہ آپ کی بیویوں کو معاف کیا، نہ بیٹیوں کو چھوڑا، اور نہ آپ ﷺ کے خویش و اقارب اور رفقاء و مصاحبین کا کوئی لحاظ کیا۔ جس میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور فریقین کے اکابر کی تصریحات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی چاروں صاحبزادیاں تھیں: حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ، نیز ان چاروں کے حالات و سوانح مستند ماخذ سے جمع کئے گئے ہیں، اور ہر صاحبزادی کے بارے میں فریق مخالف کے شبہات اوہام کو دلائل کی روشنی میں رفع کیا گیا ہے۔(24) اس موضوع پر رسائل تو بہت لکھے گئے ہیں لیکن یہ کتاب اپنی متانت و جامعیت کے لحاظ سے منفرد ہے۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ جب کسی کتاب پر تبصرہ فرماتے تو ان کے نزدیک جو حق ہوتا اسی کو لکھتے، اس میں اپنے پرائے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے چنانچہ مولانا مظہر حسین چکوال نے "خارجی فتنہ" کے عنوان پر ایک کتاب لکھی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشدہ ہونے کو بیان کرتے ہوئے روافض کی طرح خوارج و نواصب کی تردید فرمائی اس کتاب پر تبصرہ کر کے حضرت لدھیانوی آخر میں لکھتے ہیں۔

"خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف و مسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔ لیکن موصوف نے حضرت مولانا اسحاق صاحب کے خلاف جس درشتی اور تندی کا اظہار کیا ہے ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے، اب اگر مولانا مرحوم یعنی مولانا سندیلوی اس شدت سے قطع نظر کر کے اصلاح طلب امور کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں تو یہ ان کی للّٰہیت و بے نفسی کا کمال ہو گا۔" (25)

حضرت لدھیانویؒ کے اس تبصرہ سے حضرت مولانا اسحاق سندیلوی نے ناراض ہو کر بنوری ٹاؤن سے استعفی دے دیا مگر حضرت لدھیانوی کا قلم حق کے ساتھ رہا۔

خاکہ نویسی:

حضرت مولانا لدھیانوی کسی عالم دین کی رحلت پر اس کے اوصاف و مرثیہ نگاری کا بہت خوب ملکہ رکھتے۔ آپ جب اپنے اکابرین میں سے کسی کے اوصاف اجاگر کرتے تو یوں لگتا کہ اردو ادب کی کلیاں آپ کے قلم کی غلام ہیں۔ بہترین انداز میں الفاظ کے داؤ پیچ لگاتے مگر ایک خاص بات تمام ادیبوں سے ہٹ کر حضرت اقدس میں یہ تھی کہ یہ حضرت کی صرف لفاظی نہ تھی جیسا کہ عام ادیبوں کی ہوتی ہے بلکہ یہ الفاظ حضرتؒ کی مرحوم سے عقیدت و محبت اور دلی وابستگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں نمونہ کے طور پر چند اقتباسات ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا یوسف بنوری کے سانحہ ارتحال پر حضرت لدھیانوی یوں رقم طراز ہیں۔

"موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے نہ ولی نہ عالم نہ جاہل نہ نیک نہ بد، نہ مومن نہ کافر، نہ بادشاہ نہ گدا۔ اپنے اپنے وقت پر سبھی گئے۔ اور سبھی کو جانا ہے لیکن جانے والے کچھ ایسے خوش بخت بھی ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے۔ قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں۔ انسانیت ان سے غازہ حسن مستعار لیتی ہے۔ شرافت ان پر ناز کرتی ہے، محبوبیت انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے کاکل و گیسوں سنوارتی ہے ایوان علم ان کے بہار آخریں وجود سے گل و لالہ بن جاتا ہے۔ مجروح قلب ان کے انفاس سے مر

ہم شفا پاتے ہیں۔ بے کس و درماندہ افراد ان کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتے ہیں۔ وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں۔ مگر خلق خدا پر ضوفشانی کر تے ہیں۔ خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں۔ خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت و سکون عطا کرتے ہیں۔ ان کے رخ زیبا میں یاد خدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے (اذارؤاذکر اللہ) ان کی دید، دل کی سرور اور آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے۔ ان کی محفل سکنیت جنت کو نمونہ پیش کرتی ہے وہ خاموش ہوں تو ہیبت وو قار پر ابا ندھے پہرہ دیتے ہیں، بات کریں تو موتی رولتے ہیں مسکرائیں تو پھول بر ساتے ہیں۔ ناز کریں تو آسمان سے صدائیں لبیک آتی ہے۔ گڑ گڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔ دنیا سے یہ بھی جاتے ہیں مگر اس شان سے جاتے ہیں کہ چہار سو صف ماتم بچھ جاتی ہے، آسمان و زمین نوحہ کرتے، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے۔ زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا ہے، اور قصر ملت پر زلزلہ آجاتا ہے۔ ہمارے شیخ چلے گئے لیکن آہ ملت کا صبر وسکوں بھی ساتھ لے گئے۔ آج کون اشکبار نہیں؟ کون دل فگار نہیں؟ مدرسہ میں کہرام ہے کہ اس کے محبوب بانی چپکے سے چلے گئے۔ دارالحدیث کو در و دیوار پکار رہے ھیکہ شیخ بنوری کے لحن میں قال رسول ﷺ کی جو سحر آفرین آواز تھی بند ہو گئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اپنی یتیمی پر نوحہ کناں ہے کہ اس کے امیر و قافلہ سالار بچھڑ گئے۔ اہل قلوب مضطرب ہیں کہ۔ "وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔" اہل نظر تصویر حیرت ہیکہ متاع دین و دانش لٹ گئی، علماء مبہوت ہیکہ علم فقاہت کی بساط الٹ گئی۔ دانشوروں کو غم ہے فضیلت و سیادت کی مسند خالی ہو گئی۔ اہل حق سراسیمہ ہیں کہ ان کی ڈھال چھن گئی، یتیموں اور بے کسوں کو صدمہ ہے کہ ان کا مشفق و مربی اٹھ گیا۔ عالم اسلام مغموم ہے کہ ملت ایک دیدہ ور راہنما سے محروم ہو گئی۔ (26)

حضرت کچھ سطور کے بعد لکھتے ہیں:

"حضرت قدس سرہ علم کے خزانہ تھے، عاقل و فہم تھے، ذکی و لبیب تھے عابد و زاہد تھے، متقی و پرہیز گار تھے، جری و بہادر تھے، نڈر و حق گو تھے۔ فیاض اور سخی تھے، انہیں جو کچھ ملا تھا موہبت خداوندی سے ملا تھا۔ اور ان کے تنہا وجود میں اس قدر فوق العادت کمالات قدرت نے جمع کر دیے تھے کہ ایک جماعت پر تقسیم کر دئے جائیں تو محاسن سے مالا مال ہو جائے حضرت شیخ کو حق تعالیٰ نے عبد یت و محبوبیت کا بلند ترین مقام عطا فرمایا تھا۔ اور صحیح بخاری شریف کی حدیث "ثم یو ضع لہ القبول فی الا رض" کے مطابق ان کی یہ محبوبیت عطیہ آسمانی تھا وہ ہر محفل میں چراغ محفل ہوتے خواہ یہ محفل بادشاہوں کی ہوتی یا درویشوں کی طلباء کی یا دانشوروں کی عربیوں کی یا عجمیوں کی، احباب کی یا اغیار کی وہ سب پر بھاری نظر آتے۔ (27)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی ادبی تحریرات، ادب کے تمام پہلوؤں کو سمیٹے ہوئے ہوتی ہیں اور ندرت بیانی، شیریں الفاظ، سحر آفرین اور بہت کچھ حضرت کی تحریر میں موجود ہوتا ہے جو کہ حضرت نے قائد جمعیت علماء اسلام مفتی محمود کی وفات پر رقم فر مایا تھا۔ ملاحظہ کیجئے۔

"حق تعالیٰ کے لطف و کرم اور اس کی قدرت کاملہ کا تماشہ دیکھیے کہ تھانہ بھون کے ایک شیخ زادے کو اٹھاتے ہیں اور اسے عرب عجم کا شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بنادیتے ہیں۔ گنگوہ کے ایک انصاری خاندان کے ایک فرد پر نظر عنایت ہوتی ہے اسے قطبیت کبر ی کے مقام پر فائز کر کے امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی بنادیا جاتا ہے۔ کشمیر کی سنگلاخ سرزمین سے ایک گمنام خاندان کے ایک فرد کو لا یا جاتا ہے اور علوم نبوت کا پورا کتب خانہ اس کے سینے میں انڈیل کر اسے امام العصر مولانا محمد انور شاہ بنادیا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کے ایک نو مسلم کو لاتے ہیں اور اسے ولایت کبریٰ کے مقام صدیقیت پر فائز کر کے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری بنادیتے ہیں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک غیر معروف قصبہ سے ایک فرد کو کھینچتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے عالم، حافظ، قاری، فقیہ، مفتی، محدث، متکلم اور پھر وزیر اعلیٰ سے لیکر قائد حزب اختلاف تک بنادیتے ہیں۔ اس صدی (اور گذشتہ صدیوں) کے اکابر کے ابتدائی حالات کا مشاہدہ کیجئے تو بظاہر اسباب کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نونہال کا سایہ ایک عالم پر محیط ہو گا۔ اس سے واضح ہوا کہ مشیت الٰہیٰ حفظ دین اور پاسبانی ملت کا انتظام ظاہری اسباب سے بالاتر کرتی ہے اور لطف الٰہیٰ خود ایسے افراد کا انتخاب کرتا ہے جن سے دین قیم کی خدمت کا کام لیا جائے۔ (28)

مندرجہ بالا اقتباسات میں حضرت لدھیانوی نے جو اردو ادب کے موتی رولے اور استعارات و مجازات کا جس خوبصورت انداز میں استعمال فرمایا ہے وہ ایک پڑھے لکھے انسان کو بھی ششدر کر دیتے ہیں حضرت موصوف اس طرح کی عبارت بلا تکلف تحریر فر مالیتے تھے۔

سیاستِ حاضرہ پر قلمی جہاد:

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی موقع و ضرورت پر اپنے قلم کو تلوار بنا کر قلمی جہاد کرنے سے بھی دریغ نہ فرماتے اور اس سلسلے میں کسی سے نہ گھبراتے اور آپ لایخافون لومۃ لائم کے سچے مصداق تھے، عام باطل نظریات سے تو آپ قلم کے زور سے محاذ آرائیں فرماتے مگر ارباب اقتدار کی درستگی اور ان کے ترچھے پن کو سیدھا کرنے کے لئے آپ کا قلم جب بے نیام ہو کر میدان میں آتا تو

ارباب اقتدار کے غلط فیصلوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھ کر ان کی لگامیں تھام لیتا تھا حضرتؒ نے ارباب اقتدار کو للکارتے ہوئے جنگ اخبار کے صفحہ اقراء میں کئی اداریے لکھے جن میں سے ایک اداریہ "پاکستان میں اسلام کب آئے گا" عنوان تحریر فرمایا لکھتے ہیں: "خدا نے پچھلے سال چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کو اسلام کے داعی کی حیثیت سے اٹھایا، ان کے اعلانات سے قوم کی امیدیں بندھیں کہ اب سچ مچ اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل ہوئی، اس کے گرما گرم اجلاس ہوئے چادر اور چار دیواری کے تحفظ کی باتیں ہوئیں، ملک سودی نظام کی لعنت سے نجات دلانے کے منصوبوں کا اعلان ہوا مگر نتیجہ اب تک امید افزاں نہیں ہے۔ حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اگر اس قوم کو زندہ رہنا ہے تو اسلام کو اپنالے، پاکستان کی بقاء چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ اگر اسے بچانا ہے تو یہاں اسلام کو فوری نافذ کر دیا جائے، لیکن نہ جانے ہمارے ارباب اقتدار کس وقت کے انتظار میں ہیں۔ قوم جنرل ضیاء الحق سے سوال کر رہی ہے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین عزت مآب جسٹس (ریٹائرڈ) چیمہ صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ اس بدنصیب ملک کو، جو تیس سال سے غیر اسلامی قانون کی تاریک وادیوں میں بھٹک رہا ہے اسلام کی روشنی کب نصیب ہو گی؟ اور اس ملک کو سرمایہ دارانہ سودی نظام معشیت سے کب نجاب ملے گی؟(29)

آپؒ بے باک اور نڈر تھے چنانچہ ایک جگہ اپنے قلم سے تیر بہ ہدف چلاتے ہوئے ارباب اقتدار کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"ہمارے یہاں یہ معمولات سیاست میں شمار ہونے لگا ہے کہ انتخابات کے موقع پر نظریہ پاکستان کے تحفظ اور اسلامی نظام کے نفاذ کا نعرہ بڑی شدت وبلند آہنگی سے لگایا جاتا ہے، لیکن انتخابات میں کامیاب ہونے والے حضرات جونہی حریم اقتدار میں قدم رکھتے ہیں یہ وعدے اور یہ نعرے آئندہ انتخابات تک طاق نسیاں کی زینت بن جاتے ہیں، تحریک پاکستان سے ایوب خان کے بی۔ڈی نظام تک اور بھٹو صاحب کی عوامی سیاست سے صدر ضیاء الحق کے ریفرنڈم اور غیر جماعتی سیاست تک ہر انتخاب کے موقع پر ہمیں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کی گونج سنائی دیتی رہی، لیکن عملاً کیا ہوا؟(30)

حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کو قدرت نے عجیب ملکہ عطاء فرمایا تھا جس موضوع پر آپ قلم چلاتے اس میدان ہی میں تنہا شہسوار نظر آتے۔

تصوف واخلاق میں آپ کی قلمی خدمات:

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی کی طبعیت صوفیانہ تھی آپ کی ذاتی دلچسپی تصوف سے تھی اسی وجہ سے آپ شروع ہی سے تصوف کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اس راہ کے بھی امام وسر خیل ثابت ہوئے آپ نے اس موضوع پر جب قلم اٹھایا تو سالکین معرفت حق کے لئے نئے نئے باب واں ہوئے، آپ رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں اپنے مشائخ کے حالات پر بھی کتب ومقالات تصنیف فرمائیں اس کے علاوہ تصوف کے باب میں ایک اہم کام اور ادواشغال ہوتا ہے اور اس کا ایک رتبہ نسبت النبی ﷺ یا فنافی النبی ﷺ بھی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی ذات سے بے حد عشق اور محبت ہو آپ نے اس سلسلے کی معراج کو چھوتے ہوئے آقا علیہ السلام پر درود وسلام کے اوراد واشغال پر مشتمل ایک مہکتا ہو اکتابی گلدستہ تحریر فرمایا جس کا نام "ذریعہ الوصول الیٰ جناب الرسول" تجویز فرمایا: یہ کتاب اگرچہ شیخ محمد ہاشم ٹھٹھوی کی فارسی زبان میں تھی جو نایاب بھی تھی اور خستہ حال بھی اس کے نسخہ نایاب ہو چکے تھے۔ حضرت نے اس کا اردو ترجمہ کر کے امت پر ایک عظیم احسان فرمایا۔ تصوف میں ایک اہم عنوان ہو تاہے "دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری کا استحضار" حضرت مولانا موصوف نے بھی اپنی دلچسپی کی بنا پر اس باب کو بھی موضوع قلم بنایا اور آپؒ نے دنیا سے بے رغبت کرنے والی احادیث اور آخرت کا شوق دلانے والی احادیث کو ترجمہ و تشریح کے ساتھ ماہنامہ بینات میں زینت قرطاس بنانا شروع کیا جس کو بعد میں ترتیب دے کر یکجا کیا گیا اور اس کو "دنیا کی حقیقت" کا نام دے کر کتابی شکل میں شائع کیا گیا، آپؒ کا قلم اس میں مکمل صوفیاء و اتقیاء کا عکس دکھاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے آپؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"دنیا سے بے رغبتی کا سبب دو چیزیں ہیں، ایک اس کی ذلت و قلت اور دوسری اس کی ناپائیداری کیونکہ اول تو کوئی کتنا ہی سر پھوڑ لے دنیا کی تمام آسائشیں مہیا کرنے سے قاصر رہے گا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ یہاں کسی کی ساری خواہشیں اور چاہتیں پوری ہو جائیں ،اس لئے بزرگو کی نصیحت ہے۔

"کار دنیاکسے تمام نہ کرد ہر چہ گرید مختصر گیرید" اور بالفرض کسی کو ساری دنیا مل بھی جائے تو اس کی قدر و قیمت آخرت کے مقابلے میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔([31]) مندرجہ بالا اقتباس آپؒ کے صوفی مزاج ہونے کو واضح کرتا ہے"۔

سوانح و تذکرہ نگاری:

سیرت نگاری ایک اہم اور نازک فن ہے کسی کی زندگی کے شب و روز لکھنا، اسے مستند و معتمد مأخذ و مراجع سے جمع کرنا ایک کھٹن اور نازک کام ہے لیکن مولانا محمد یوسف لدھیانوی اس فن میں بھی خوبی اور مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف حضرات اکابرین

کے حالات زندگی جمع و تحریر فرمائیں جن میں "سیرت عمر بن عبد لعزیزؒ" جو دراصل ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے مگر دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ یہ آپ کی اپنی مستقل تصنیف ہے۔ آپؒ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کا تعارف بہترین پیرائے میں کراتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اموی خانوادے میں حضرت عمر بن عبد العزیز سب سے بڑھ کر نازپروردہ اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ کے آدمی تھے، ان کی نشو نما سلطنت کی آغوش میں ہوئی عطریزی میں ان کا شہرہ تھا، جہاں سے گذر جاتے وہاں کی فضاء معطر ہو جاتی وہ ناز و خرام کی ایک مخصوص مستانہ چال چلتے تھے، جو انہی کی نسبت سے عمری چال کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔([32])اس کے علاوہ وہ سوانح وحالات قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ وغیرہ شامل ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی، جنہوں نے جہاں زندگی کے اور شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے وہیں آپ نے تقریباً ۱۰۰ سے زائد تصنیفات تحریر فرما کر اردو ادب پر گہرے نقوش چھوڑے جو تاریخ میں ہمیشہ سنہرے حروف میں یاد رکھے جائیں گے۔

مصادر و مراجع

(1) القرآن سورۃ حم السجدہ آیت 33

(2) آسان ترجمہ قرآن ص926۔ مفتی تقی عثمانی، ادارۃ المعارف

(3) معارف القرآن ۷ ص652 مفتی شفیع عثمانی، ادارۃ المعارف

(4) مشکوۃ ج 1 باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ راوی ابوھریرہ حدیث نمبر 2159 ص 197 مکتبہ قدیمی۔

(5) بینات حضرت یوسف لدھیانوی نمبر ص 27، جامعہ دار لعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی۔

(6) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر 1963، ادارہ دارالعلوم کراچی۔

(7) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۶۳ء جنوری ۱۹۶۴ ادارہ دارالعلوم کراچی۔

(8) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۶۳ء جنوری ۱۹۶۴ ادارہ دارالعلوم کراچی۔

(9) آپ کے مسائل اور ان کا حل، محمد یوسف لدھیانوی، ج 1 ص 217، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(10) گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم، محمد یوسف لدھیانوی ص ۴۳۸، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(11) گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم، محمد یوسف لدھیانوی ص ۴۴۳، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(12) ترمذی: محمد عیسی ترمذی ج ۲، باب مناتب صحابہؓ ص ۸۶۳ مکتبہ لدھیانوی حدیث ۳۸۸۹

(13) اختلاف امت اور صراط مستقیم، محمد یوسف لدھیانوی ص ۷۔۸، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(14) بینات حضرت یوسف لدھیانوی نمبر ص ۲۳۹۔۲۴۰، جامعہ دار لعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی۔

(15) بینات حضرت یوسف لدھیانوی نمبر ص ۲۴۰، جامعہ دار لعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی۔

(16) بینات حضرت یوسف لدھیانوی نمبر ص ۳۹۲، جامعہ دار لعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی۔

(17) القرآن سورہ البقرہ آیت 282

(18) مراتب الاجماع ص ۵۳، علامہ ابن حزم زاہری، بیروت

(19) حسن یوسف، محمد یوسف لدھیانوی ج 1 ص 194-196، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(20) القرآن آل عمران آیت 103

(21) تجد دپسندوں کے افکار، محمد یوسف لدھیانوی ص ۳۴۱۔۳۴۲، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(22) دنیا کی حقیقت حصہ اول، محمد یوسف لدھیانوی ص 19-20، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(23) شخصیات و تاثرات، محمد یوسف لدھیانوی ج 1 ص 161-160[23]، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(24) بینات حضرت یوسف لدھیانوی نمبر 205-204 جامعہ دار لعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی۔

(25) خارجی فتنہ ص 50، مولانا مظہر حسین چکوال

(26) شخصیات و تائثرات، محمد یوسف لدھیانوی ج 1 ص ۱۴۔۱۵، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(27) شخصیات و تائثرات، محمد یوسف لدھیانوی ج 1 ص ۱۶، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(28) شخصیات و تائثرات، محمد یوسف لدھیانوی ج 1 ص 190، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(29) جنگ اخبار 16 جون 1978، بینات لدھیانوی نمبر ص 531

(30) حسن یوسف حصہ اول، محمد یوسف لدھیانوی ص 54، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(31) دنیا کی حقیقت حصہ اول، محمد یوسف لدھیانوی ص 143، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

(32) سیرت عمر بن عبد العزیز، محمد یوسف لدھیانویؒ ص 18، مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

References

1. Al Quran
2. Asaan Tarjuma Quran
3. Ma’arf-e-Quran
4. Mishqaat Jild Awwal
5. BayyenaatHazratYousufLudhyanvi Number
6. MahnaamaDarulUloomDeuband September 1963
7. MahnaamaDarulUloomDeuband September 1963 January 1964
8. MahnaamaDarulUloomDeuband September 1963 January 1964
9. Aap kay Masail aur unka Hal Jild Awwal

10. Gumrah kun Aqaid wa Nazriyat aur Sirat-e-Mustaqeem
11. Gumrah kun Aqaid wa Nazriyat aur Sirat-e-Mustaqeem
12. Tirmizi Jild 2
13. Ikhtelafaat-e-UmmataurSiraat-e-Mustaqeem
14. BayyenaatHazratYousufLudhyanvi Number
15. BayyenaatHazratYousufLudhyanvi Number
16. BayyenaatHazratYousufLudhyanvi Number
17. Al Quran Surah Baqra
18. Maratib ul Ijma
19. Husan-e-Yousuf
20. Al Quran Surah Al Imran
21. Tajudud pasando kay Afkar
22. Duniya Ki Haqeeqt Hissa Awwal
23. ShaksiyaatwaTa"asuraatJild 1
24. BayyenaatHazratYousufLudhyanvi Number
25. KharjiFitna
26. ShaksiyaatwaTa"asuraatJild 1
27. ShaksiyaatwaTa"asuraatJild 1
28. ShaksiyaatwaTa"asuraatJild 1
29. Jang Paper 16 June 1978, BayyenaatLudhyanvi Number
30. Husan-e-Yousufjild 1
31. Duniya ki Haqeeqt Hissa
32. Seerat Umar bin Abdul Aziz